اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

پیکرِ نور صلی اللہ علیہ وسلم

نورانیت وبشریت کا پیکر حسین ﷺ

تحریر: حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ القوی

عام طور پر یہ مغالطہ دیا جاتا ہے کہ نورانیت اور بشریت میں منافات ہے، دونوں کا ایک جگہ اجتماع نہیں ہوسکتا، حالانکہ اس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَراً سَوِيّاً (سورۃ مریم۔آیت ۱۷)

تو اس (مریم) کی طرف ہم نے اپنا روحانی (جبریل امین) بھیجا، وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

ظاہر ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نوری مخلوق ہیں، جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بشری صورت میں جلوہ گر ہوئے، تو اس وقت بھی وہ حقیقت کے لحاظ سے نوری ہی تھے، لیکن ان کا ظہور بشری لباس میں ہوا، اگر نور وبشر میں تضاد ہوتا حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی بشری صورت میں تشریف نہ لاتے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور سرور دوعالم ﷺ حقیقت کے اعتبار سے نور اور صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں :

''بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں، ایک جہتِ مَلکیت جس کی بنا پر آپ فیض حاصل کرتے ہیں اور دوسری جہتِ بشریت جس کی بنا پر فیض دیتے ہیں، اس لئے قرآن کریم آپ کی رُوح پر نازل کیا گیا، کیونکہ آپ کی روح ملکی صفات کے ساتھ متصف ہے جن کی بناء پر آپ رُوح الامین سے استفادہ کرتے ہیں''۔ (علامہ سید محمود آلوسی: تفسیر روح المعانی، طبع بیروت، ج ۱۹، ص ۱۲۱)

غزنوی خاندان کے مشہور غیر مقلد عالم پروفیسر ابوبکر غزنوی نے بڑی فیصلہ کن بات کی ہے، مولانا محمد انور

جیلانی کے رسالہ ’’بشریت ورسالت‘‘ پر تقریظ میں لکھتے ہیں :

’’بعض لوگوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر تھے اور نور نہ تھے، اور بعض نے کہا کہ وہ نور تھے بشر نہ تھے، یہ دونوں باتیں افراط وتفریط کی ہیں، قرآن مجید کہتا ہے کہ وہ بشر بھی تھے اور نور بھی تھے (اس کے بعد نورانیت اور بشریت سے متعلق دونوں آیتیں نقل کی ہیں) اور صحیح مسلک یہی ہے کہ وہ بشر ہوتے ہوئے ازفرق تا بقدم نور کا سراپا تھے‘‘۔ (تحریر ۱۴؍دسمبر ۱۹۷۱ء)

(پروفیسر ابوبکر غزنوی: تقریظ، رسالہ بشریت ورسالت، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷)

لیجئے اَب تو اختلافات ختم ہوجانا چاہئے، اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ بے مثل بشر بھی ہیں اور نور بھی۔

سرکار دوعالم ﷺ کی بشریت کا مطلقاً انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :

’’جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے، وہ کافر ہے: قال تعالیٰ ’’قل سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسولا‘‘۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی: فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ مبارکپور، انڈیا، جلد ٦، ص ٦٧)

احسان الٰہی ظہیر (غیر مقلد) کا کہنا کہ نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کے زمانوں کے کفار، نبوت اور بشریت میں منافاۃ کا عقیدہ رکھتے تھے اور انبیاء کرام کی نبوت کا اس لئے انکار کرتے تھے کہ وہ بشر ہیں اور بشر رسول نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد بریلویوں پر طعن وتشنیع کرتے ہوئے کہتے ہیں:

’’یہ لوگ چونکہ اسلامی معاشرے اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں، اس لئے انبیاء کی نبوت کا تو انکار نہیں کرسکتے، لیکن ان کا عقیدہ بعینہٖ وہی ہے کہ نبوت اور بشریت میں منافاۃ ہے، اس لئے انہوں نے انبیاء اور رسل کی بشریت کا انکار کردیا ہے‘‘۔

(احسان الٰہی ظہیر: البریلویۃ (عربی)، ص ۱۰۲۔۱۰۱)

www.IslamiEducation.com

بلا شبہ یہ مجرمانہ خیانت ہے، قارئین کرام! ابھی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تصریح ملاحظہ کر چکے ہیں کہ ”جو مطلقاً حضور کی بشریت کا انکار کرے، وہ کافر ہے“ اس کے باوجود اس غلط بیانی کا کیا جواز ہے؟

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بشر ضرور ہیں، لیکن افضل البشر اور سیّد الخلق ہیں، امام الانبیاء اور مقتدائے رُسل ہیں اور مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نور ہیں۔ ظہیر صاحب نے محض یہ ثابت کرنے کے لئے متعدد آیتیں نقل کی ہیں کہ کافروں نے انبیاء کرام کی نبوت کا انکار محض اس لئے کیا کہ وہ بشر ہیں، حالانکہ اگر مطلب ثابت ہو جائے، تو اس کے لئے ایک ہی آیت کافی ہے، اور مطلب ثابت نہ ہو تو پانچ سو آیتیں پیش کرنا بھی بے فائدہ ہے۔ یہی صورت ظہیر صاحب کو پیش آئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اور عاد و ثمود کا یہ قول بیان فرمایا ہے: إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (سورۃ ابراہیم: آیت ۱۰)۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کافروں نے رسولانِ کرام علیہم السلام کی رسالت کا انکار صرف اس بناء پر نہیں کیا تھا کہ وہ بشر ہیں جیسے کہ ظہیر صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں، بلکہ اس لئے انکار کیا کرتے تھے کہ وہ ہم جیسے بشر ہیں، کفار اگر سمجھ لیتے کہ ظاہری طور پر ہم جیسے بشر دکھائی دینے والے حضرات در حقیقت ہم سے کہیں بلند و بالا ہیں، تو وہ راہِ کفر اختیار نہ کرتے، بلکہ ایمان لے آتے، یہی وہ نکتہ ہے، جسے اہل سنت و جماعت کے مخالفین نہیں سمجھ پاتے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں:

”جیسے کہ کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو دوسرے انسانوں کے رنگ میں جان کر، نبوت کے کمالات کا انکار کیا ہے“۔

(مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی: مکتوبات (فارسی)، دفتر اوّل، حصہ دوم، ص ۱۱۴)

غیر مقلدین اور علماء دیوبند کے مسلم پیشوا شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام و امام زادہ، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو اُن کی فرماں برداری کا حکم کیا ہے، ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں“۔

(شاہ اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان، مطبع فاروقی، دہلی، ص ۶۰)

www.IslamiEducation.com

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ہم جیسے بشر ہیں؟ اور کیا یہ اس بات کے قریب نہیں ہے، جو کفار اپنے زمانے کے رسولوں کو کہتے رہے ہیں؟

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو، ان میں بھی اختصار کرو"۔ (شاہ اسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، مطبع فاروقی، دہلی، ص ۶۳)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ دہلوی صاحب کو اتنا بھی گوارا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی محبوب کی اتنی تعریف بھی کی جائے، جو بشر ہی کے شایانِ شان ہو، بلکہ اس میں بھی اختصار کا مشورہ دیتے ہیں۔

محبوبانِ بارگاہ الٰہی کے بارے میں اسی خطرناک ذہنیت کے مسموم اثرات زائل کرنے کے لئے علماء اہل سنت نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اور دیگر مقربانِ بارگاہ کی شان میں وہ گلہائے عقیدت پیش کئے کہ ایمان والوں کے ایمان تازہ ہوگئے۔

قرآن پاک میں حضور نبی اکرم ﷺ کے بشر اور نور ہونے کی تصریح ہے، کسی مسلمان کے لئے نہ تو آپ کی بشریت کے انکار کی گنجائش ہے، اور نہ ہی نور ہونے کی نفی کی مجال ہے، حیرت ان لوگوں پر ہے جو توحید و رسالت کی گواہی دینے کے باوجود سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمانِ اقدس ہے:

قَدْ جَاءَ كُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (سورۃ المائدہ: آیت ۱۵)

"تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین"۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ملتے ہیں:

اوّل: نور سے مراد نبی اکرم ﷺ اور آپ کا نور ہے، اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "نُور" کی تفسیر "رسول" سے کرنے کے بعد فرمایا: یعنی "محمدًا" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و صحبہ و بارک وسلم)

(محمد بن یعقوب فیروز آبادی: تنویر المقیاس، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر، ص ۷۲)

www.IslamiEducation.com

امام رازی علیہ الرحمہ نے نور کی تفسیر میں متعدد اقوال بیان کئے، پہلا قول یہ ہے کہ نور سے مراد محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔

(امام محمد بن عمر بن حسین رازی: تفسیر کبیر، مطبوعہ المطبعۃ البہیۃ، مص، ج ۱۱ ص ۱۸۹)

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یعنی بالنور محمداً** (ﷺ)، نور سے مراد محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔

(امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری: جامع البیان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ میمنیہ، مصر، ج ۶ ص ۹۲)

تفسیر جلالین میں ہے :

اس نور سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا نور ہے۔

(امام عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی: تفسیر جلالین، اصح المطابع، دہلی، ص ۹۷)

جلالین کے حاشیہ تفسیر صاوی میں ہے :

حضور نبی اکرم ﷺ کا نام اس لئے نور رکھا گیا کہ آپ بصیرتوں کو منور فرماتے ہیں اور انہیں راہِ راست کی ہدایت دیتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

(علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی: حاشیہ تفسیر جلالین، مطبوعہ مصطفےٰ البابی، مصر، ج ۱ ص ۲۵۸)

تفسیر خازن میں ہے:

نور سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام اس لئے نور رکھا کہ آپ کے ذریعے ہدایت پائی جاتی ہے، جیسے روشنی کے ذریعے اندھیروں میں ہدایت پائی جاتی ہے۔

(علامہ علاء الدین علی بن ابراہیم بغدادی: تفسیر خازن، مطبوعہ مکتبہ تجاریہ، مصر، ج ۲ ص ۲۳)

تفسیر مدارک میں:

دوسرا احتمال یہ ہے کہ نور، محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں، کیونکہ آپ کے ذریعے ہدایت حاصل کی جاتی ہے، جس طرح آپ کا نام سراج رکھا گیا۔

(علامہ عبد اللہ بن احمد نسفی: تفسیر نسفی، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت، ج ۲ ص ۲۷۶)

www.IslamEducation.com

دوم: نور اور کتاب دونوں سے قرآن پاک مراد ہے، یہ جبائی اور زمخشری کا قول ہے، یہ دونوں معتزلی ہیں، ان پر یہ سوال وارد ہوا کہ عطف مغایرت کو چاہتا ہے، جب دونوں سے مراد قرآن پاک ہے تو مغائرت کہاں رہی؟ اس کا انہوں نے جواب دیا کہ عطف کے لئے ذاتی طور پر متغائر ہونا ضروری نہیں ہے، تغایر اعتباری ہی کافی ہے اور وہ یہاں موجود ہے۔

سوم: نور اور کتاب دونوں سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ ہیں، اس پر اگر یہ سوال اُٹھایا جائے کہ عطف تغایر کو چاہتا ہے، تو اس کا جواب وہی ہوگا جو جبائی وغیرہ نے دیا کہ تغایر اعتباری کافی ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک یہ امر بعید نہیں ہے کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے نبی اکرم ﷺ مراد ہوں، عطف کی وہی توجیہ کی جائے جو جبائی نے کی ہے، اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر نور اور کتاب مبین دونوں کا اطلاق صحیح ہے، ہوسکتا ہے کہ عبارۃ النص کے اعتبار سے تمہیں اس کے قبول کرنے میں توقف ہو تو اسے اشارۃ النص کے قبیلے سے قرار دو۔

(علامہ سید محمود آلوسی: تفسیر روح المعانی، طبع بیروت، ج ۶، ص ۹۸)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں:

اس امر سے کون سی چیز مانع ہے؟ کہ نور اور کتاب مبین دونوں نبی اکرم ﷺ کی صفتیں ہوں، کیونکہ آپ نور عظیم ہیں اور انوار کے درمیان کامل ظہور رکھتے ہیں اور آپ اس لحاظ سے کتاب مبین ہیں کہ آپ تمام اسرار کے جامع، احکام، احوال اور بھلائیوں کے ظاہر کرنے والے ہیں۔

(علامہ علی بن سلطان قاری: شرح شفاء، طبع مدینہ منورہ، ج ۱، ص ۱۱۴)

تقریباً تمام اہل سنت و جماعت مفسرین کرام نے یہ احتمال ضرور بیان کیا ہے کہ نور سے مراد نور مصطفیٰ ﷺ ہے اور بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد بھی آپ ہی کی ذات اقدس ہے۔ اب کون ہے، جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے نور ہونے کا بھی انکار کرے؟۔

حدیث نور

www.IslamiEducation.com

۲۸؍ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ کو مولوی نور الدین احمد نے گوالیار سے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں استفتاء ارسال کیا اور دریافت کیا :

’’یہ مضمون کہ حضور سیّد عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے، اور ان کے نور سے باقی مخلوقات کس حدیث سے ثابت ہے؟ اور وہ حدیث کس قسم کی ہے؟

اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا: امام اجل سیدنا مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاساتذہ، حافظ الحدیث، احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں :

میں نے عرض کی : یارسول اللہ ! ﷺ میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا:

یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ

اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی (ﷺ) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(امام احمد رضا بریلوی: مجموعہ رسائل (نور و سایہ)، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ص ۷۔۸)

اس کے بعد پوری حدیث نقل کی۔

یہ حدیث کس قسم کی ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی ’’دلائل النبوۃ‘‘ میں بنحوہٖ روایت کی ...... اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی ’’مواھب اللدنیہ‘‘ اور امام ابن حجر مکی ’’افضل القریٰ‘‘ اور علامہ فاسی ’’مطالع المسرات‘‘ اور علامہ زرقانی ’’شرح مواھب‘‘ اور علامہ دیار بکری ’’تاریخ الخمیس‘‘ اور شیخ محقق دہلوی ’’مدارج النبوۃ‘‘ وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں۔

بالجملہ وہ تلقی اُمت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے، تو بلا شبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد

ہے، تلقی علماء بالقبول وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظۂ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی ''کما بیناہ فی منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین'' لا جرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی ''حدیقہ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ'' میں فرماتے ہیں:

''وقد خلق کل شیءٍ من نورہٖ صلی اللہ علیہ وسلم کما وردبہ الحدیث الصحیح''۔

بے شک ہر چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیسا کہ صحیح حدیث اس معنی میں وارد ہوئی۔

(امام احمد رضا بریلوی: مجموعہ رسائل (نور و سایہ)، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ص ۹۔۸)

یہ جواب بڑا متین، مدلل اور معقول تھا، لیکن تعصب اور عناد اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں، اس پر چند اعتراض کئے گئے ہیں، ان کا جواب ملاحظہ ہو۔

پہلا اعتراض

احسان الٰہی ظہیر نے اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھا ہے:

اگر اُمت سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کی طرح جہالت اور گمراہی اور کج روی کے پیروکار ہیں، ہمیں نقصان دہ نہیں اور اگر اُمت سے مراد علماء اور حدیث کے ماہرین ہیں، تو اس امر کا وجود نہیں ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو قبول کیا ہے۔(احسان الٰہی ظہیر: البریلویۃ (عربی)، ص ۱۰۳)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اس حدیث کے روایت اور نقل کرنے والوں کا نام بنام ذکر کیا ہے، اس کے باوجود ان سب کو جاہل اور گمراہ قرار دینا ائمہ دین کی شان میں وہ کھلی گستاخی ہے، جو نا قابل معافی ہے اور ان لوگوں کا پرانا شیوہ ہے۔

ذیل میں ہم حدیثِ نور کے چند حوالے تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

آپ دیکھیں کہ احسان الٰہی ظہیر نے کتنے جلیل القدر ائمہ کو جاہل اور گمراہ قرار دیا ہے؟

۱۔ امام بخاری و مسلم کے استاذ الاساتذہ امام عبدالرزاق نے مصنف میں اس حدیث کو روایت کیا، اس سلسلے میں چند گزارشات آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.islamieducation.com

۲۔ امام بیہقی نے یہ حدیث روایت کی، امام زرقانی فرماتے ہیں:

امام بیہقی نے یہ حدیث کسی قدر مختلف الفاظ سے روایت کی ہے۔

(شرح زرقانی علی المواہب، ج ۱، ص ۵۶۔ تاریخ الخمیس، ج ۱، ص ۲۰)

۳۔ تفسیر نیشاپوری میں آیت مبارکہ ''وانا اوّل المسلمین'' کی تفسیر میں ہے:

''کما قال اوّل ما خلق اللہ نور''

جیسے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا۔

(نظام الدین حسن نیشاپوری: (متوفی ۷۲۸ھ)، تفسیر غرائب القرآن، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مص، ج۸، ص ۶۶)

۴۔ عارف باللہ شیخ عبدالکریم جیلی (متوفی ۸۰۵ھ) اپنی کتاب ''الناموس الاعظم و القاموس الاقدم فی معرفة قدر النبی ﷺ'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کی روح کو پیدا فرمایا۔

(علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، جواھر البحار، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر، ج ۴، ص ۲۲)

۵۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

یا جابر اِن اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ۔

اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ)، مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج ۱، ص ۵۵)

۶۔ سیرت حلبیہ میں نقل کر کے فرماتے ہیں:

وفیہ انہ اصل لکل موجودٍ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہر موجودگی کا اصل ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(امام علی بن برھان الدین حلبی شافعی: (متوفی ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۵ء)، ''سیرت حلبیہ'' مکتبہ اسلامیہ،

www.IslamiEducation.com

بیروت، ج۱، ص۳۱)

۷۔ ”کشف الخفاء“ میں یہ حدیث ان ہی الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔

(علامہ اسماعیل بن محمد عجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ)، ”کشف الخفاء ومزیل الالباس“، مکتبہ غزالی، بیروت، ج۱، ص۲۶۵)

۸۔ علامہ خرپوتی نے شرح قصیدہ بُردہ میں یہ حدیث مفہوماً نقل کی ہے۔

(عمر بن احمد الخرپوتی (متوفی ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء) ”عصیدۃ الشھدۃ شرح القصیدۃ البردۃ“، مطبوعہ نور محمد، کراچی، ص۷۳)

۹۔ ”الحدیقۃ الندیہ“ میں ہے:

حضور نبی اکرم ﷺ صاحب الجمعیۃ الکبریٰ ہیں، کیوں نہ ہو، جب کہ ہر شے آپ کے نور سے پیدا کی گئی ہے، جیسے کہ اس بارے میں یہ حدیث صحیح وارد ہے۔

(امام عبدالغنی نابلسی (متوفی ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء)، الحدیقۃ الندیہ، مکتبہ نوریہ، فیصل آباد، ج۲، ص۳۷۵)

۱۰۔ علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری (متوفی ۹۶۶ھ)

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، موسسۃ الشعبان، بیروت، ج۱، ص۱۹)

۱۱۔ امام علامہ شرف الدین بوصیری کے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

(علامہ سلیمان الجمل (متوفی ۱۲۰۴ھ) صاحب تفسیر الجمل ”الفتوحات الاحمدیہ بالمنح المحمدیہ“، ادارہ محمد عبداللطیف حجازی، قاہرہ، ص۶)

۱۲۔ امام علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

فقیہ خطیب ابوالربیع کی کتاب ”شفاء الصدور“ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا اور اس نور سے تمام اشیاء کو پیدا کیا...... پس نور عرش، نور مصطفیٰ ﷺ سے ہے، نور قلم، نور مصطفیٰ ﷺ سے ہے، لوحِ محفوظ کا نور، نور مصطفیٰ ﷺ سے ہے، دن کا نور، نور مصطفیٰ ﷺ سے ہے، معرفت کا نور، شمس وقمر اور آنکھوں کا نور، نور مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔ (ترجمہ ملخصاً)

www.IslamiEducation.com

(ابن الحاج: المدخل، دار الکتاب العربی، بیروت، ج ۳، ص ۳۴)

۱۳۔ علامہ ابوالحسن بن عبداللہ البکری فرماتے ہیں:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موجود تھا اور کوئی شئے اس کے ساتھ موجود نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے حبیب ﷺ کا نور پیدا کیا، پانی، عرش، کرسی، لوح وقلم، جنت، دوزخ، حجاب اور بادل، حضرت آدم اور حضرت حوا (علیہما السلام) سے چار ہزار سال پہلے۔

(ابوالحسن بن عبداللہ البکری: ''الانوار فی مولد النبی محمد''، نجف اشرف، ص ۵)

اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نور مصطفیٰ ﷺ کے پیدا کئے جانے کی روایت صرف حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نہیں ہے بلکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

۱۴۔ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ کا سب کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ ممکنات پر نازل ہونے والے فیض الٰہی کا ان کی قابلیتوں کے مطابق واسطہ ہیں، اسی لئے آپ کا نور سب سے پہلی مخلوق تھا، حدیث شریف میں ہے: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا، یہ بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

(سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ)، تفسیر روح المعانی، طبع بیروت، ج ۱۷، ص ۱۰۵)

ایک جگہ حدیث ''اوّل ما خلق اللہ نوری'' نقل کی ہے۔

(تفسیر روح المعانی، ج ۸، ص ۷۱)

۱۵۔ علامہ شامی کے بھتیجے سید احمد عابدین شامی (متوفی ۱۳۲۰ھ تقریباً) نے علامہ ابن حجر مکی کے رسالہ ''النعمۃ الکبریٰ علی العالم'' کی شرح میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

(علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، جواہر البحار، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر، ج ۳، ص ۳۵۴)

۱۶۔ علامہ محمد مہدی الفاسی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے علاوہ ایک دوسری حدیث بھی نقل کی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

www.IslamicEducation.com

''اوّل ماخلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیءٍ'' اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا کی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام مخلوقات سے پہلے اور ان کا سبب ہیں۔

(محمد مہدی بن احمد فاسی (متوفی ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء)، مطالع المسرات، شرح دلائل الخیرات، المطبعۃ التازیہ، ص ۲۲۱)

۱۷۔ علامہ احمد عبدالجواد دمشقی نے یہ حدیث امام عبدالرزاق اور امام بیہقی کے حوالے سے نقل کی ہے۔

(علامہ احمد عبدالجواد دمشقی، السراج المنیر و بسیرتہ استنیر، طبع دمشق، ص ۱۴۔۱۳)

۱۸۔ محدّث جلیل حضرت ملا علی قاری نے ''المورد الروی'' میں ''مصنف عبدالرزاق'' کے حوالے سے سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔

(علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ)، المورد الروی فی المولد النبوی، تحقیق محمد بن علوی مالکی، اڈیشن ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء، ص ۴۰)

۱۹۔ مکہ مکرمہ کے نامور محقق فاضل سیّد محمد علوی مالکی لکھتے ہیں:

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند صحیح ہے، اس پر کوئی غبار نہیں ہے، چونکہ متن غریب ہے، اس لئے اس میں علماء کا اختلاف ہے، اس حدیث کو امام بیہقی نے کسی قدر مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔

(علامہ سید محمد بن علوی مالکی حسنی، حاشیہ ''المورد الروی'' ص ۴۰)

اس جگہ علامہ مالکی نے تفصیلی نوٹ دیا ہے، جس میں حضور سیّد عالم، نبی اکرم ﷺ کی نورانیت، احادیث مبارکہ کے حوالے سے بیان کی ہے۔

۲۰۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

''وانما الذی رواہ عبدالرزاق انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ خلق نور محمد قبل الاشیاء من نورہٖ''

www.IslamiEducation.com

عبدالرزاق نے جو حدیث روایت کی ہے، وہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے اپنے نور سے نورِ مصطفےٰ ﷺ پیدا کیا۔

(امام ابن حجر ہیتمی مکی (متوفی ۹۷۴ھ)، فتاویٰ حدیثیه، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر، ص ۲۴۷)

۲۱۔ مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی ''الآثار المرفوعه ''میں امام عبدالرزاق کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد تنبیہ کا عنوان دے کر لکھتے ہیں:

عبدالرزاق کی روایت سے نورِ محمدی کا پیدائش میں اوّل ہونا اور مخلوق سے پہلے ہونا ثابت ہے۔

(علامہ عبدالحی لکھنوی: الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ص ۳۳۔۳۴)

۲۲۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی: حجة الله علی العالمین، (مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ۲۸)

۲۳۔ مدارج النبوۃ میں ہے:

درحدیث صحیح وارد شدہ کہ ''اوّل ما خلق الله نوری''

(شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) مدارج النبوۃ، فارسی، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ج ۲، ص ۲)

فرض کیجئے کہ کسی محفل میں یہ تمام علماء، عرفاء اور محدّثین تشریف فرما ہوں اور اس حدیث کو بیان کر رہے ہوں اور اس کی تصدیق و توثیق کر رہے ہوں، تو کیا کوئی بڑے سے بڑا علامہ یہ کہنے کی جرأت کر سکے گا کہ یہ سب جھوٹے، جاہل اور کج رو ہیں؟

مخالفین کی گواھی

۲۴۔ غیر مقلدین کے مشہور عالم نواب وحیدالزماں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ محمدی کو پیدا کیا، پھر پانی، پھر پانی کے اوپر عرش کو پیدا کیا، پھر قلم اور دوات، پھر عقل کو پیدا کیا، پس نورِ محمدی آسمانوں زمین اور ان میں پائی جانے والی مخلوق کے لئے مادۂ اوّلیہ ہے۔

حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ قلم اور عقل کی اوّلیت اضافی ہے (یعنی یہ دونوں دوسری چیزوں سے پہلے ہیں،

www.IslamiEducation.com

یہ نہیں کہ سب سے پہلے ہوں ۱۲ اق ن)

(وحیدالزماں، ہدیۃ المہدی، طبع سیالکوٹ، ص ۵٦)

۲۵۔ علمائے دیوبند کے حکیم الامت نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بحوالہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نقل کی اور اس پر اعتماد کیا۔

(مولوی اشرف علی تھانوی، نشر الطیب، تاج کمپنی، لاہور، ص ٦)

۲٦۔ غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے امام شاہ محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں :

چنانکه روایت "اوّل ما خلق الله نوری" برآں دلالت می دارد

جیسے کہ روایت ''اوّل ما خلق اللہ نوری'' اس پر دلالت کرتی ہے۔

(محمد اسماعیل دہلوی، یک روزہ، طبع ملتان، ص ۱۱)

۲۷۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: اوّل ما خلق اللہ نوری اور لو لاک لما خلقت الافلاک ...... یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں یا وضعی؟

جواب: یہ حدیثیں صحاح میں موجود نہیں، مگر شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اوّل ما خلق اللہ نوری'' کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔

(مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، مبوب، طبع محمد سعید کمپنی کراچی، ص ۱۵۷)

اس سے پہلے مدارج النبوۃ کی عبارت گذر چکی ہے جس میں شیخ محقق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، جبکہ گنگوہی صاحب کہہ رہے ہیں کہ شیخ کے نزدیک اس کی کچھ اصل ہے ...... فیا للعجب

تطبیق احادیث

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ اس سلسلے میں مختلف روایات ملتی ہیں، مثلاً نبی اکرم ﷺ کا نور، عقل یا قلم۔ آیئے ذرا دیکھیں کہ ائمہ محدّثین اور اربابِ مشاہدہ نے ان روایات میں کس طرح تطبیق دی ہے؟

۲۸۔ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کا نام ابن تیمیہ بھی احترام سے لیتے ہیں،

www.IslamiEducation.com

فرماتے ہیں :

اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو اپنے جمال کے نور سے پیدا کیا، جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، اس حقیقت کو نور اس لئے کہا کہ وہ جلالی ظلمات سے پاک ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

''قد جاء کم من اللہ نو و کتاب مبین''

عقل اس لئے کہا کہ وہ کلیات کا ادراک کرنے والی ہے، قلم اس لئے کہا کہ وہ علم کے نقل کرنے کا سبب ہے۔

(سیّد غوث اعظم عبدالقادر جیلانی، سر الاسرار فی ما یحتاج الیہ الابرار، طبع لاہور، ص ۱۴۔۱۲)

۲۹۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں مختلف روایات نقل کیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، ایک روایت میں ہے کہ نور و ظلمت کو پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا، اس کے بعد فرماتے ہیں :

ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اوّلیت اضافی امر ہے، اور جس چیز کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اوّل ہے، تو وہ مابعد کے لحاظ سے ہے۔

(علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ)، عمدۃ القاری، طبع بیروت، ج ۱۵، ص ۱۰۹)

۳۰۔ محدّث جلیل حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مختلف روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

''معلوم ہو گیا کہ مطلقاً سب سے پہلی شئے نورِ محمدی ہے، پھر پانی، پھر عرش، اس کے بعد قلم، نبی اکرم ﷺ کے ماسوا سب میں اولیتِ اضافی ہے''۔

(علی بن سلطان محمد القاری : المورد الروی : ص ۴۴)

۳۱۔ حضرت ملا علی قاری ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ''میں فرماتے ہیں :

www.IslamicEducation.com

''علامہ ابن حجر نے فرمایا، اوّل مخلوقات کے بارے میں مختلف روایات ہیں اور ان کا حاصل جیسے کہ میں نے شمائل ترمذی کی شرح میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے وہ نور پیدا کیا گیا، جس سے نبی اکرم ﷺ پیدا کئے گئے، پھر پانی، اس کے بعد عرش''۔

(المرقاۃ شرح مشکوٰۃ: طبع ملتان : ج۱،ص۱۴۶)

۳۲۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :

''اوّل حقیقی نورِ محمدی ہے جیسے میں نے ''المورد للمولد'' میں بیان کیا ہے''۔

(المرقاۃ، ج۱،ص۱۶۶)

۳۳۔ پھر مرقاۃ کے صفحہ ۱۹۴ پر فرماتے ہیں :

''ہمارے نبی ﷺ کا ذکر پہلے کیا گیا، اس لئے کہ آپ رتبے میں پہلے ہیں یا اس لئے کہ آپ وجود میں پہلے ہیں...... نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے :'' اوّل ما خلق اللہ نوری اور کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد'' (اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا ...... اور میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے)''۔

۳۴۔ ایک جگہ مختلف روایات میں تطبیق کا دوسرا طریقہ اختیار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اولیت امورِ اضافیہ میں سے ہے، لہذا تاویل یہ کی جائے گی کہ امورِ مذکورہ (قلم، عقل، نوری، روحی، عرش) میں سے ہر ایک اپنی جنس کے افراد میں سے پہلے ہے، پس قلم دوسرے قلموں سے پہلے پیدا کیا گیا اور حضور سیدِ عالم ﷺ کا نور، تمام نوروں سے پہلے پیدا کیا گیا''۔

(المرقاۃ : ج۱،ص۱۶۷)

یہی امام جلیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''رہا نبی اکرم ﷺ کا نور، تو وہ مشرق و مغرب میں انتہائی ظاہر ہے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کا نور پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام نور رکھا، اور نبی اکرم ﷺ کی دعا میں ہے اللھم اجعلنی نوراً اے اللہ مجھے نور بنا دے (اس کے بعد چند آیاتِ مبارکہ نقل کی ہیں) لیکن

اس نور کا ظہور اہل بصیرت کی آنکھ میں ہے، کیونکہ (صرف) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، لیکن سینوں میں دل اندھے ہو جاتے ہیں''۔

(موضوعات کبیر: مطبوعہ مجتبائی دہلی، ص ۸۶)

اس کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں کی بصیرت کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں، ان کی طرف ہمارا روئے سخن ہی نہیں ہے۔

۳۶۔ علامہ نجم الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۵۴ھ)...... احادیث نقل کرنے کے بعد مختلف روایات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

''قلم، عقل اور روح تینوں سے مراد ایک ہی ہے، اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی روح ہے''۔

(علامہ نجم الدین رازی : مرصاد العباد، طبع ایران، ص ۳۰)

۳۷۔ حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''حقیقت محمد یہ علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات ظہور اوّل ہے، اور بایں معنیٰ حقیقۃ الحقائق ہے کہ تمام حقائق خواہ وہ انبیاء کرام کی ہوں یا ملائکہ کی، اس حقیقت کے لئے سائے کی حقیقت رکھتی ہیں اور حقیقت محمد یہ تمام حقیقتوں کی اصل ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اوّل ما خلق اللہ نوری (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا) اور یہ بھی فرمایا: خلقت من نور اللہ والمومنون من نوری (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا اور مومن میرے نور سے) لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ اور تمام حقیقتوں کے درمیان واسطہ ہیں، کسی بھی شخص کا آپ کے واسطے کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے'' (فارسی سے ترجمہ)۔

(امام ربانی شیخ احمد سرہندی: مکتوبات فارسی، مطبوعہ مکتبہ سعیدیہ لاہور، حصہ نہم، دفتر سوم، ص ۱۵۳)

۳۸۔ عارف باللہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

''اگر تو کہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا، اور ایک روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، ان میں تطبیق کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد ایک

www.IslamiEducation.com

ہے، کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی حقیقت کو کبھی عقلِ اوّل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نور سے''۔

(امام عبدالوہاب شعرانی: الیواقیت والجواہر، مطبوعہ مصر، ج ۲، ص ۲۰)

۳۹۔ حضرت شیخ عبدالکریم جیلی علیہ الرحمہ (متوفی ۸۰۵ھ) نے بھی یہی تطبیق دی ہے کہ عقل، قلم اور روح مصطفےٰ ﷺ سے مراد ایک ہی چیز ہے صرف تطبیق کا فرق ہے۔

(علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (لبنان)، جواہرالبحار، ج ۴، ص ۲۲۰)

۴۰۔ تاریخ خمیس میں ہے :

''محققین کے نزدیک ان احادیث سے مراد ایک ہی شئے ہے، حیثیتوں اور نسبتوں کے اعتبار سے عبارات مختلف ہیں، پھر ''شرح مواقف'' سے بعض ائمہ کا یہ قول نقل کیا ہے :

''عقل، قلم اور روحِ مصطفےٰ ﷺ کا مصداق ایک ہی ہے''۔

(علامہ حسین بن محمد دیارالبکری، تاریک الخمیس، ج ۱، ص ۱۹)

(دیار البکر، موصل (عراق) کے قریب ایک علاقہ کا نام ہے)

۴۱۔ امام المناطقہ میر سید زاہد ہروی، ''ملا جلال'' کے حوشی کے منہیہ میں فرماتے ہیں:

''علم تفصیلی کے چار مرتبے ہیں، پہلے مرتبے کو اصطلاحِ شریعت میں قلم، نور اور عقل کہتے ہیں، صوفیاء اسے عقلِ کل اور حکماء عقول کہتے ہیں''۔

(میرزاہد ہروی، حاشیہ ملا جلال، مطبع یوسفی لکھنؤ، ص ۹۶)

۴۲۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب

(کلیات اقبال (اُردو)، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۴۰۵)

اگر زحمت نہ ہو تو ایک مرتبہ پھر ان حوالہ جات پر طائرانہ نظر ڈال لیجئے اور پوری دیانت داری سے بتایئے کہ کیا کوئی صاحب علم، ہوش وحواس کی سلامتی کے ساتھ ان حوالوں کو یہ کہہ کر رد کرسکتا ہے کہ یہ حضرات جاہل اور

www.IslamiEducation.com

گمراہ تھے، اگر اب بھی کوئی شخص یہ کہنے پر مصر ہے تو اسے اپنا دماغی معائنہ کرانا چاہئے۔

دوسرا اعتراض

احسان الٰہی ظہیر نے لکھا ہے:

''یہ کس نے کہا ؟ کہ اُمت کا کسی حدیث کو قبول کر لینا اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے کہ اس کی سند کی طرف نظر ہی نہیں کی جائے گی''۔(احسان الٰہی ظہیر: البریلویہ: ص۱۰۳)

جواب

آیئے آپ کو دکھائیں کہ علماء اُمت کے کسی حدیث کو قبول کرنے کا کیا مقام ہے؟

(۱) عمدۃ المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری اور مسلم کی روایت کردہ حدیث، خبر واحد ہونے کے باوجود یقین کا فائدہ دیتی ہے، کیونکہ اس میں صحت کے کئی قرائن پائے گئے ہیں، ان میں سے ایک قرینہ یہ ہے کہ علماء اُمت نے ان کی کتابوں کو قبول کیا ہے، اس گفتگو کے بعد علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں !

''وھذا التلقی وحدہ اقوی فی افادۃ العلم من مجرد کثیرۃ الطرق القاصرۃ عن التواتر'

یقین کے لئے تواتر سے کم درجہ کثرت طرق کے مقابلے میں علماء اُمت کا قبول کرنا زیادہ مفید ہے۔

(امام احمد بن حجر عسقلانی، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، طبع ملتان، ص۲۵۔۲۴)

غور فرمایا آپ نے؟ مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی سندوں کی کثرت (جب کہ تواتر سے کم ہو) اس قدر مفید یقین نہیں، جس قدر علماء اُمت کا کسی حدیث کو قبول کر لینا مفید یقین ہے۔

(۲) حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے ایک شخص نماز کو حاضر ہوا اور امام ایک حال میں ہو تو مقتدی اسی حال کو اختیار کرے۔

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے، ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے اس حدیث کو کسی دوسری سند سے روایت کیا ہو، اس کے باوجود امام ترمذی نے فرمایا:

''والعمل علی ھذا عند اھل العلم'' اہل علم کے نزدیک اس پر عمل ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

فکان الترمذی یرید تقویة الحدیث بعمل اھل العلم

گویا امام ترمذی اہل علم کے عمل کے ذریعے اس حدیث کو تقویت دینا چاہتے ہیں۔

(علامہ علی بن سلطان محمد القاری، مرقاۃ المفاتیح، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ج ۳، ص ۹۸)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے بارے میں ہم چند حوالے اس سے پہلے پیش کر چکے ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس حدیث کو یک لخت ردّ کر دیا جائے اور اس کے بیان کرنے کو ناجائز اور گناہ قرار دیا جائے۔

ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور کے مدیر حافظ صلاح الدین یوسف (غیر مقلد) کا ناروا انداز ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

''صاحب المواہب علامہ قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نویں دسویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں، ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان نو سو سال کا طویل فاصلہ ہے، جب تک درمیان کی یہ کڑیاں مستند سلسلہ سے نہ جوڑی جائیں گی، اس وقت تک موصوف کی بے سند نقل کردہ روایات پایہ اعتبار سے ساقط سمجھی جائے گی، اس اعتبار سے سوال میں مذکور روایت بالکل بے اصل ہے، اس کو بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے''۔

(حافظ صلاح الدین یوسف ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، شمارہ ۲۳/ مارچ ۱۹۹۰ء، ص ۸)

امام قسطلانی نے یہ حدیث ''مصنف عبد الرزاق'' کے حوالے سے بیان کی ہے، صرف انہوں نے ہی نہیں، بلکہ بہت سے جلیل القدر محدثین اور اصحاب کشف بزرگانِ دین نے بھی اسے روایت کیا ہے، تفصیل اس سے پہلے گزر چکی ہے، اتنے جلیل القدر ائمہ کرام کو بہت بڑے گناہ کا مرتکب قرار دینا، جیسے الاعتصام کے مدیر نے کیا ہے، خود گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔

حیرت ہے کہ مصنف عبد الرزاق کو تو معتمد کتاب تسلیم کیا جاتا ہے اور جب ثقہ محدثین اور اہل علم اس کے حوالے سے حدیث بیان کریں تو کہا جاتا ہے یہ حدیث تب مقبول ہوگی، جب تم اپنی پوری سند بیان کرو گے، یہ ایسے ہی ہے جیسے آج کوئی شخص بخاری شریف کے حوالے سے حدیث بیان کرے اور اسے کہا جائے کہ تمہارے

www.IslamiEducation.com

اور امام بخاری کے درمیان صدیوں کا فاصلہ حائل ہے، تمہارا حوالہ اُس وقت تک قابل قبول نہیں، جب تک تم اپنی سند امام بخاری تک بیان نہ کرو بلکہ بقول صلاح یوسف (غیر مقلد) چودہ سوسالہ درمیانی کڑیاں ملانا پڑیں گی اور ظاہر ہے یہ مطالبہ قابل قبول نہیں ہے۔

تیسرا اعتراض

احسان الٰہی ظہیر، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے بارے میں لکھتے ہیں :

''انہوں نے اپنے رسالہ ''صلاۃ الصفا'' میں ایک موضوع اور باطل روایت درج کی ہے اور اس کی نسبت کہا ہے کہ حافظ عبدالرزاق نے اسے مصنف میں بیان کیا ہے، حالانکہ وہ روایت مصنف میں نہیں ہے''۔ (احسان الٰہی ظہیر: البریلویہ (عربی)، ص ۱۰۲)

اس سے پہلے متعدد حوالوں سے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس حدیث کو عالم اسلام کے جلیل القدر علماء، محدثین اور ارباب کشف وشہود نے بیان کیا ہے، اور اس سے استدلال کیا ہے، اس کے باوجود اس حدیث کو موضوع اور باطل قرار دینا قطعاً غلط ہے، رہا یہ سوال کہ اس حدیث کے سلسلے میں عبدالرزاق کا حوالہ دیا جاتا ہے، مصنف عبدالرزاق چھپ چکی ہے اور اس میں یہ حدیث نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال اس وقت صحیح ہوتا جبکہ ناشرین کو مکمل نسخہ دستیاب ہوا ہوتا، وہ تو خود تسلیم کر رہے ہیں ہمیں مکمل نسخہ کہیں سے نہیں مل سکا، اس کتاب کے مرتب اور ناشر نے کتاب الطہارۃ کی ابتدا میں یہ نوٹ دیا ہے:

''اس جلیل دفتر (مصنف) کی طباعت اور تیاری کے سلسلے میں جن نسخوں پر ہمیں آگاہی ہوئی ہے یا ہم نے مخطوطے یا فوٹو کاپی کی صورت میں حاصل کئے ہیں، ان کی تفصیل آپ مقدمہ میں پائیں گے ان شاء اللہ! وہ سب ناقص ہیں، ہاں آستانہ (ترکی) کے کتب خانہ میں ملا مراد کا نسخہ کامل ہے لیکن اس کی ابتدا میں طویل نقص ہے اور اصل کی پانچویں جلد بھی ابتداء سے ناقص ہے''۔

(حبیب الرحمٰن اعظمی : مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت، ج ۱، ص ۳)

اب یہ فیصلہ تو ناظرین ہی کریں گے کہ جن لوگوں کے پاس مصنف کا مکمل نسخہ ہی موجود نہیں ہے، ان کا یہ کہنا کس طرح قابل قبول ہوسکتا ہے؟ کہ چونکہ یہ حدیث مصنف میں موجود نہیں ہے، اس لئے موضوع ہے، جب

www.IslamiEducation.com

کہ دوسری طرف تاریخ اسلام کے ناموراور مستند علماء اسے مصنف کے حوالے سے بیان کررہے ہیں، بدیہی بات ہے کہ ان کا بیان ہی قبول کیا جائے گا۔

امام علامہ ابن حجرعسقلانی فرماتے ہیں :

''جس شخص کوعلم اورلوگوں کی روایت کے ساتھ تھوڑا سا تعلق بھی ہے، وہ اس امر میں شک نہیں کرے گا کہ اگرامام مالک اسے بالمشافہ کوئی خبر دیں تو وہ یقین کرلے گا کہ امام نے سچی خبر دی ہے''۔

(امام احمد بن حجرعسقلانی، شرح نخبة الفکر، طبع ملتان، ص ۲۷)

یہی بات ہم بھی کہتے ہیں کہ علم ودیانت سے تعلق رکھنے والا ہر شخص باور کرے گا کہ عالم اسلام کی نامور شخصیات، جن کے حوالے اس سے پہلے گزر چکے ہیں، اگر بالمشافہ اسے بیان کریں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث امام عبدالرزاق نے مصنف میں بیان کی ہے، تو وہ اس بیان میں یقیناً سچے ہوں گے۔

چوتھا اعتراض

غیرمقلدین کے ایک امام مولوی محمد داؤد غزنوی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر اعتراض کیا ہے!

''لیکن یہ کہنا نبی اکرم ﷺ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوئے، نہ صرف یہ کہ جہالت ہے، بلکہ صریح کفر ہے، اس لئے کہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ ذاتِ الٰہی کا نور، مادہ ہوا، آپ کی پیدائش کا، گویا آپ ذاتِ الٰہی کے جز ہیں...... العیاذ باللہ اور یہ عقلاً وشرعاً غلط ہے...... نیز اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ وتقدس نے اپنے نور کا ایک حصہ الگ کر کے آپ کے وجود تیار کیا، تو معاذ اللہ! معاذ اللہ! اللہ جل شانہٗ کے ذاتی نور کا ایک جز وکم ہوگیا''۔

(محمد داؤد غزنوی ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، شمارہ ۲۳ / مارچ ۱۹۹۰ء، ص ۱۱)

''نور نبیک من نورہٖ''، غزنوی صاحب نے سمجھا کہ لفظ''من'' تبعیضیہ ہے، لہٰذا یہ معنی کشید کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا ایک حصہ الگ کر کے آپ کے وجود کو تیار کیا، یہ خیال نہ کیا کہ لفظ''من'' کئی دوسرے معنوں کے لئے بھی آتا ہے، درس نظامی کی ابتدائی کتاب''مائۃ عامل''میں وہ معانی دیکھے جاسکتے ہیں، اس جگہ لفظ''من'' ابتدائیہ اتصالیہ ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کسی چیز کے واسطے کے بغیر

آپ کا نور پیدا کیا، اور اس میں کوئی قباحت نہیں۔

ارشاد ربانی ہے :

’’ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ‘‘ (سورۃ النساء، آیت ۱۷۱)

علامہ سید محمد آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

’’کلمہ من مجازاً ابتداءِ غایت کے لئے ہے، تبعیضیہ نہیں ہے، جیسے کہ عیسائیوں نے گمان کیا، کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دربار کا ایک ماہر طبیب عیسائی تھا، اُس نے ایک دن علامہ علی بن حسین واقدی مروزی سے مناظرہ کیا اور کہا کہ تمہاری کتاب (قرآن پاک) میں ایک آیت ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے جز ہیں اور یہی آیت پیش کی (وروح منہ)، علامہ واقدی نے یہ آیت پیش کی :

’’وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعا منہ‘‘

(اور تمہارے لئے وہ سب چیزیں مسخر کیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب اس کی طرف سے ہیں)

کہنے لگے کہ تمہاری بات مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی جز ہوں، عیسائی لا جواب ہو گیا اور اسلام لے آیا، ہارون الرشید بہت خوش ہوا اور واقدی کو گراں قدر انعام سے نوازا‘‘۔

(علامہ سید محمود آلوسی، تفسیر روح المعانی، طبع ایران، ج ۶، ص ۲۳)

عیسائی طبیب کی سمجھ میں بات آ گئی اور وہ اسلام لے آیا، اَب دیکھئے منکرین اور معترضین کی عقل میں یہ بات آتی ہے اور وہ تسلیم کرتے ہیں یا اپنے انکار پر ہی ڈٹے رہتے ہیں؟ دیدہ باید!

علامہ زرقانی فرماتے ہیں :

’’ای ! من نور ھو ذاتہ لا بمعنی انھا مادۃ خلق نورہ منھا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلا واسطۃ شیءٍ فی وجودہ‘‘

(امام محمد عبد الباقی زرقانی: شرح مواھب لدنیہ، ج ۱، ص ۵۵)

’’یعنی اس نور سے پیدا کیا جو ذاتِ باری تعالیٰ کا عین ہے، یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مادہ

ہے، جس سے نبی اکرم ﷺ کا نور پیدا کیا گیا، بلکہ آپ کے نور کے ساتھ کسی چیز کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ارادے کا تعلق ہوا''۔

اس وضاحت کے بعد غزنوی صاحب کے دونوں اعتراض اُٹھ جاتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :

''حاش للہ! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ نورِ رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ! ذاتِ الٰہی کا جز یا عین و نفس ہے، ایسا عقیدہ ضرور کفر و ارتداد ہے''۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، مجموعہ رسائل نور و سایہ، طبع لاہور، ص ۳۶)

پانچواں اعتراض

احسان الٰہی ظہیر لکھتے ہیں :

''قرآن و حدیث کی نصوص سے نبی اکرم ﷺ کی بشریت ثابت ہے اور یہ حدیث اپنے ظاہر کے اعتبار سے ان نصوص کے مخالف ہے۔

واقع بھی اس حدیث کے خلاف ہے، آپ کے والدین تھے، حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا، آپ نے اُمہات المؤمنین سے نکاح کیا، آپ کی اولاد تھی، آپ کے رشتہ دار اور سسرال تھے''۔ (ترجمہ ملخصاً)

(احسان الٰہی ظہیر: البریلویہ، عربی، ص ۱۰۳)

یہ عبث گفتگو اس مفروضے پر مبنی ہے کہ اہل سنت و جماعت (بریلویوں) کے نزدیک حضور نبی اکرم ﷺ صرف نور ہیں اور بشر نہیں ہیں، حالانکہ ہمارا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے، جیسے کہ اس سے پہلے بیان ہوا۔

چھٹا اعتراض

پرتگال کے ایک صاحب نے اوّل مخلوق کے بارے میں وارد احادیث کے درمیان تطبیق دینے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ: صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پانی پیدا کیا، حدیث نور ثابت ہی نہیں ہے، تو تطبیق کی کیا ضرورت اور گنجائش ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تطبیق ہم نے نہیں دی، ہم تو ناقل ہیں، پوچھنا ہو تو سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ

www.IslamiEducation.com

عبدالکریم جیلی، علامہ عبدالوہاب شعرانی،، علامہ حسین بن محمد دیار بکری، علامہ بدرالدین محمود عینی اور حضرت ملا علی قاری رحمہم اللہ تعالیٰ سے پوچھئے، جنھوں نے تطبیق دی ہے اور اوّل مخلوق حضور نبی اکرم ﷺ کے نور کو قرار دیا ہے، ان کے نزدیک حدیث نور ثابت نہ ہوتی تو تطبیق ہی کیوں دیتے؟ حوالے اس سے پہلے دیے جا چکے ہیں۔

پرتگال کے اسی علامہ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پانی پیدا کیا، اس دعوے پر بطور دلیل یہ آیت پیش کی:

وجعلنا من المآءِ کل شیءٍ حيٍ

اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا۔

ان کے خیال میں حدیثِ نور اس آیت کے خلاف ہے اور تطبیق کی ضرورت نہیں، کیونکہ حدیث نور ثابت ہی نہیں ہے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ آیت مبارکہ میں مطلق موجودات کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ اجسام اور خصوصاً حیوانات کا ذکر ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی ہم نے پانی سے ہر حیوان کو پیدا کیا، یعنی ہر چیز کو جو حیاتِ حقیقیہ سے متصف ہے، یہ تفسیر کلبی اور مفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے، اس کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے:

واللہ خلق کل دابةٍ من ماءٍ اللہ تعالیٰ نے ہر چوپائے کو پانی سے پیدا کیا۔

(علامہ سید محمود آلوسی: تفسیر روح المعانی، طبع ایران، ج ۱۷، ص ۳۴)

ظاہر ہے کہ آیت وحدیث میں مخالفت ہی نہیں ہے، آیت مبارکہ میں حیوانات کو پانی سے پیدا کئے جانے کا ذکر ہے اور حدیث نور میں کسی حیوان اور جسم کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ایک مجرد کا ذکر ہے جو تمام اجسام بلکہ تمام انوار سے پہلے پیدا کیا گیا اور وہ تھا نور مصطفےٰ، (حضور نبی اکرم ﷺ)۔

لطیفہ

احسان الٰہی ظہیر کہتے ہیں کہ ایک بریلوی نے اُردو میں یہ شعر کہا ہے: ؎

www.IslamiEducation.com

وہی جو مستویٰ عرش تھا خدا ہوکر
اُتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہوکر

(احسان الٰہی ظہیر، البریلویہ، ص ۱۰۵)

اللہ اکبر! اجلّہ علماء کرام کی ایک جماعت نے مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے عظمت مصطفےٰ ﷺ کو ظاہر کرنے والی ایک حدیث بیان کی، تو اسے یہ لوگ بے سند کہہ کر رد کردیتے ہیں اور اس طرح انکارِ حدیث کا دروازہ کھولتے ہیں، دوسری طرف خود یہ شعر نقل کردیا اور یہ تک نہ سوچا کہ ہم کس منہ سے یہ شعر بریلویوں کے سر تھوپ رہے ہیں، نہ کوئی حوالہ نہ کوئی سند، ہمارے نزدیک یہ شعر اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے غلط ہے۔

بے سایۂ وسایہ بانِ عالم

سایہ کثیف اجسام کا ہوتا ہے، لطیف اشیاء مثلاً ہوا، اور فرشتوں کا سایہ نہیں ہوتا، حضور نبی اکرم ﷺ نور مجسم ہیں، اس لئے آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہ تھا، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے حدیث شریف اور ائمہ متقدمین کے ارشادات کی روشنی میں یہ مسئلہ بیان کیا، ظاہر ہے کہ جس شخص کا دل نورِ ایمان سے روشن ہوگا، وہ اپنے آقا و مولا رحمۃ للعالمین، محبوب رب العالمین ﷺ کے کمالات عالیہ اور فضائل سن کر جھوم جائے گا، اور ''آمنا وصدقنا'' کہے گا، مخالف یہ کہہ کر دامن نہیں چھڑا سکے گا کہ یہ تو بریلویوں کے خرافات ہیں، کیونکہ اس باب میں جن اکابر کے نام آتے ہیں ان پر بریلویت کی چھاپ نہیں لگائی جاسکتی، یہ تو وہ بزرگ ہیں جو صدیوں پہلے گزر چکے ہی، آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

''رسول اللہ ﷺ کے لئے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں، مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس چمک کو دبالیا''۔

(امام عبدالرحمٰن ابن جوزی، کتاب الوفا، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ج ۲، ص ۴۰۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد مبارک سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ صرف معنوی

نور ہی نہیں ہیں، حسّی نور بھی ہیں۔

۲۔ امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ ''تفسیر مدارک'' میں فرماتے ہیں :

''امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا، بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے''۔

(امام عبداللہ بن احمد نسفی، تفسیر مدارک، طبع بیروت، ج ۳، ص ۱۳۵)

۳۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''خصائص کبریٰ'' میں ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے :

''باب الآية فی انه صلی الله عليه وسلم لم يكن يری له ظل''

نبی اکرم ﷺ کا یہ معجزہ کہ آپ کا سایہ نہیں دیکھا جاتا تھا، اس باب میں حکیم ترمذی کے حوالے حضرت ذکوان کی روایت لائے ہیں کہ سرورِ دو عالم ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا تھا، دھوپ میں اور نہ چاندنی میں۔ (ترجمہ)

اس کے بعد محدّث ابن سبع کا یہ ارشاد لائے ہیں :

حضور اکرم ﷺ کے خواص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور ہیں، اس لئے جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے، آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا، بعض علماء نے کہا اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور بنا دے''۔

(امام عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی، خصائص کبریٰ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد، ج ۱، ص ۶۸)

۴۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی دوسری تصنیف ''انموذج اللبيب فی خصائص الحبيب'' میں فرماتے ہیں :

''نبی اکرم ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور ﷺ کا سایہ نظر نہیں آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں......ابن سبع نے فرمایا: اس لئے کہ حضور نور ہیں......امام رزین نے فرمایا کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں''۔

(امام عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی، انموذج اللبیب، مطبوعہ الکتاب، لاہور، ص ۵۳)

۵۔ امام علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں سے وہ بات ہے جو بیان کی گئی کہ آپ ﷺ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں، اس لئے کہ حضور نور ہیں''۔

(امام قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی، الشفاء عربی طبع ملتان، ج ا ص ۲۴۳)

۶۔ علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ نے ''شرح شفاء'' میں کسی قدر گفتگو کے بعد اپنی ایک رباعی بیان کی، جس کا ترجمہ یہ ہے :

''احمد مصطفےٰ ﷺ کے سائے کا دامن، حضور کی فضیلت وکرامت کی بناء پر زمین پر نہ کھینچا گیا، جیسے کہ محدثین کرام نے کہا ہے، یہ عجیب بات ہے اور اس سے عجیب تر یہ کہ تمام لوگ آپ کے سائے میں ہیں''۔

نیز فرمایا :

قرآن پاک کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نور ہیں اور آپ ﷺ کا بشر ہونا، اس کے منافی نہیں ہے، جیسے کہ وہم کیا گیا ہے، اگر تو سمجھے تو وہ آپ ﷺ ''نور علیٰ نور''ہیں''۔

(علامہ احمد شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض، مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ، ج ۳، ص ۲۸۲)

۷۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :

''نبی اکرم ﷺ کا دھوپ اور چاندنی میں سایہ نہ تھا، اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا، پھر ابن سبع کا حضور اکرم ﷺ کے نور سے استدلال اور حدیث ''اجعلنی نورا'' سے استشہاد کیا''۔

(علامہ احمد بن محمد قسطلانی، مواہب لدنیہ مع زرقانی، ج ۴، ۲۵۳)

۸۔ اسی طرح ''سیرت شامیہ'' میں ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ امام حکیم ترمذی نے فرمایا: اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھے۔

(علامہ محمد بن یوسف شامی، سبل الہدیٰ والرشاد، طبع مصر، ج ۲، ص ۱۲۳)

www.IslamiEducation.com

۹۔ امام زرقانی نے اس پر تفصیلاً گفتگو کی ہے۔

(علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، شرح مواہب، ج ۴، ص ۲۵۳)

۱۰۔ امام علامہ بوصیری کے ''قصیدہ ہمزیہ'' کی شرح مین علامہ سلیمان جمل نے یہی بیان کیا۔

(علامہ سلیمان جمل، فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر، ص ۵)

۱۱۔ اسی طرح ''کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس'' میں ہے۔

(علامہ حسین بن محمد دیار بکری، تاریخ الخمیس، مؤسسۃ الشعبان، بیروت، ج ۱، ص ۲۱۹)

۱۲۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

عالم شہادت میں کسی بھی شخص کا سایہ اُس سے لطیف ہوتا ہے اور چونکہ پورے جہان میں آپ سے زیادہ لطیف کوئی نہیں ہے، تو آپ کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے؟۔

(الف۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، فارسی حصہ نہم، دفتر سوم، طبع لاہور، ص ۱۵۳)

(ب۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، اُردو، مدینہ پبلشنگ، کراچی، ص ۱۵۵۳)

۱۳۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ العزیز نے حکیم ترمذی کی روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا:

حضور نبی اکرم ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام نور ہے، اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(شیخ محقق شیخ عبدالحق محدّث دہلوی، مدارج النبوۃ فارسی، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ج ۱، ص ۲۱)

۱۴۔ علامہ عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۰۳ھ) نے امام ابن مبارک اور ابن جوزی کے حوالے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث نقل کی ہے۔

(علامہ عبدالرؤف مناوی، شرح شمائل ترمذی، مطبوعہ مصطفےٰ البابی، مصر، ج ۱، ص ۴۷)

۱۵۔ تفسیر عزیزی میں سورۃ الضحیٰ کی تفسیر میں ہے:

نبی اکرم ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

(شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی، تفسیر عزیزی، فارسی، مسلم بک ڈپو، دہلی، ص ۳۱۲)

احسان الٰہی ظہیر نے لکھا ہے:

www.IslamiEducation.com

''انہوں (مولانا احمد رضا) نے اپنے اماموں سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور یہ کہ آپ نور تھے۔

(احسان الٰہی ظہیر، البریلویۃ، عربی، ص ۱۰۵)

اہلِ سنت و جماعت ! مبارک ہو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لے کر امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی تک جن حضرات نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے سائے کی نفی کی ہے، وہ سب ہمارے امام ہیں، غیر مقلدین کے نہیں، اگر اُن کے امام ہوتے تو یہ کیوں کہا جاتا کہ ''انہوں نے اپنے اماموں سے نقل کیا ہے'' آیئے سرسری نظر سے جائزہ لیں کہ ظہیر صاحب نے کن کن حضرات کو امام ماننے سے انکار کیا ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس (۲) حضرت عثمان غنی (۳) امام جلال الدین سیوطی (۴) امام نسفی، صاحب مدارک (۵) امام قاضی عیاض (۶) علامہ شہاب الدین خفاجی (۷) جلیل القدر تابعی، حضرت ذکوان (۸) امام ابن سبع (۹) امام حکیم ترمذی (۱۰) علامہ محمد بن یوسف شامی (۱۱) امام احمد بن قسطلانی (۱۲) امام زرقانی (۱۳) علامہ سلیمان جمل (۱۴) علامہ حسین بن محمد دیار بکری (۱۵) امام ربانی مجدد الف ثانی (۱۶) شیخ عبدالحق محدّث دہلوی (۱۷) امام عبدالرؤف مناوی (۱۸) شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

www.IslamicEducation.com